ہے۔ حسن وخوبی اپنے دامن میں عدل وانصاف کو سموئے ہوئے ہے۔ اللہ خالق کائنات فرماتا ہے: ﴿إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمنٰت إلى اهلها وإذا حكمتم بين الناس أن تحكموا بالعدل﴾ [النساء: ۵۸] ''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچادو۔ اور جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔''

یہ آیت مبارکہ امارت کا عہدہ لینے والوں اور عوام دونوں کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ عدل وانصاف پر کاربند حاکم ہی عوام کی فلاح و بہبود کے ضامن ہوتے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے ایسی درخشندہ مثالیں چھوڑی ہیں کہ خود مصائب وتکالیف اٹھائیں لیکن پبلک کا ہر آن خیال رکھا۔

عرب میں قحط اور حضرت عمرؓ: دورِ فاروقی میں عرب میں قحط پڑا۔ جب تک قحط سالی رہی حضرت عمرؓ نے گوشت، گھی، مچھلی غرض کوئی لذیذ چیز نہ کھائی۔ اللہ سے انتہائی خشوع وخضوع سے دعا مانگا کرتے ''اے اللہ! محمد ﷺ کی امت کو میری شامت اعمال سے تباہ نہ کرنا۔'' حضرت عمرؓ کا غلام اسلم کہتا ہے کہ قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ کو جو فکر دامن گیر تھی، اس سے ہم اندازہ لگاتے تھے کہ اگر قحط ختم نہ ہوا تو حضرت عمرؓ اسی غم میں گھل گھل کر ختم ہو جائیں گے۔

بندۂ مومن کے اوصاف: ﴿محمد رسول الله والذين معه اشدآء على الكفار رحمآء بينهم﴾ [الفتح: ۲۹] ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت مگر آپس میں رحم دل ہیں۔'' دنیا میں کبھی ہمارے دم خم سے امن وسکون تھا، جبکہ آج ہم اپنوں کے لیے دکھ درد کا ذریعہ ہیں۔ خالق ارض وسماء کا فیصلہ تو آج بھی اٹل ہے ﴿والذين جهدوا فينا لنهدينهم سبلنا﴾ [العنکبوت: ۶۹] ''اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم یقیناً انہیں اپنی بیش بہا راہیں دکھلاتے ہیں۔''

اگر روح انسان کی آزاد ہے مصائب میں رہ کر بھی دل شاد ہے

داماد کا انتخاب

قاضی خراسان نوح بن ابی مریمؒ نے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں ایک مجوسی پڑوسی سے مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا:

کسریٰ شاہ ایران دولت پسند تھا۔ ہرقل شاہ روم حسن پرست تھا۔

سردارانِ عرب خاندانی برتری کو فوقیت دیتے تھے۔ تمہارے پیغمبر دینداری کو ترجیح دیتے تھے۔

آپ نے کس کی پیروی کرنا ہے؟!

(بشکریہ روضۃ الاطفال شمارہ ۴۹ ص ۱۱)

انفارمیشن ٹیکنالوجی

مدارس میں میڈیا کی تعلیم وقت کی ضرورت

محمد عاصم حفیظ

آج کے ترقی یافتہ دور میں میڈیا کی اہمیت مسلّم ہے۔ مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ نے جدید ٹیکنالوجی کے سہارے اس وسیع وعریض کرہ ارض کو گلوبل ولیج میں بدل کے رکھ دیا ہے۔ میڈیا انسان کو ہر لمحے باخبر رکھنے میں اہم ترین کردار ادا کررہا ہے۔ آج کے دور کا اہم ترین مسئلہ معلومات کی قلت نہیں بلکہ معلومات کے بیکراں سمندر نے انسانوں کو فکری پریشانیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آج کی میڈیا کا سب سے بڑا استعمال ذہن سازی اور مخصوص مقاصد کے لیے کیا جانے والا پروپیگنڈا ہے۔ میڈیا کے شوروغل نے سچ اور جھوٹ کی پہچان مشکل بنادی ہے۔ مباحثوں، خبروں اور دلکش پروگراموں کے ذریعے فکر، سوچ اور ذہن کو مسخر کیا جاتا ہے۔

ملکی اور غیر ملکی میڈیا کی بھرپور یلغار کی بدولت آج ہمیں پاکستان کے اسلامی معاشرے میں فحاشی وعریانی، رقص وسرور اور سب سے بڑھ کر لادینی جیسی لعنتوں کا سامنا ہے۔ ہندوانہ رسومات عام ہو رہی ہیں؛ جبکہ ہماری ثقافتی روایات روبہ زوال ہیں۔ میڈیا کے منفی کردار نے ہی آج پاکستانی نوجوانوں کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا ہے۔ بوڑھوں کے نصیب سے مساجد اور عبادات کی لگن چھینی ہے۔ بچوں کو ہندوانہ رسم ورواج سے آشنا کرایا ہے، اور حکمرانوں کو ''روشن خیالی'' کا درس دیا ہے۔

آج کے دور میں میڈیا سے پیچھا چھڑانا ممکن نہیں، کیونکہ اس سے آگاہی آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر ہم معاشرتی ترقی کی منزل پانا چاہتے ہیں تو میڈیا سے ہم قدم ہوتے ہوئے اس ''بے قابو جن'' سے دوستی کرنا ہوگی۔ میڈیا کو اپنی معاشرت وروایات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہمیں بھرپور تیاری کی ضرورت ہے۔ ذرائع ابلاغ کے کردار وعمل سے آگاہی کے لیے نصاب تعلیم میں ان کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ کس طرح میڈیا معاشروں کو بدلتا ہے، پروپیگنڈے کے رائج طریقوں اور دوسرے اصول وضوابط کا علم ہی لوگوں کو اس کے برے اثرات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

دوسرے مضامین کی طرح ذرائع ابلاغ کے بارے میں بنیادی علم کو مدارسِ دینیہ کے نصاب میں بھی شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی وہ طبقہ ہے جس نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر خود کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا

ہے۔دین حنیف کی اشاعت اور معاشرے میں اسلامی روایات کے فروغ کے لیے ہی لاکھوں بچے دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں۔آج کے دور میں دینی تعلیم کی طرف راغب ہونا کوئی آسان بات نہیں۔حکومتوں کے سفاک رویے اور مخالفانہ پروپیگنڈے کی بھرمار کے باوجود آج بھی ایسے افراد کی کمی نہیں جو دنیاوی عیش وعشرت کو ٹھکرا کر منبر ومحراب کے وارث بننے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو وقف کرنا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ ایسے مخلص اور بے لوث طبقے کو ابلاغیات کے جدید اصول وضوابط سے آگاہی حاصل ہو،جن کو استعمال کرکے دعوتِ دین کے کام کو مزید مؤثر بنایا جاسکے۔

ابلاغ کا علم دعوت دین کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوسکتا ہے۔اور دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ میڈیا کے بارے میں معلومات رکھنے کی وجہ سے معاشرے میں بہتر کردار ادا کرسکتے ہیں۔میڈیا کی یلغار ہی وہ سب سے بڑا چیلنج ہے جس نے معاشرے کے دیگر طبقات کی طرح دینی مدارس کے طلبہ وطالبات کو سب سے زیادہ متأثر کیا ہے۔آج کے بچے کم سنی سے ہی گھنٹوں الیکٹرانک میڈیا سے مستفید ہوتے رہتے ہیں،جس کا مطلب ہے کہ وہ میڈیا کے استعمال کا بھرپور شعور رکھتے ہیں۔تفریح کے نام پر ہماری نسلوں کو بدلا جارہا ہے۔اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی واحد صورت ان معصوم ذہنوں کو تفریح کے نام پر ہونے والے پروپیگنڈے سے آگاہ کرنا ہے۔

میڈیا سے متعلق مضمون شامل نصاب ہونے کی صورت میں یہ طلبہ خود کو مغربی وہندو ثقافت کی یلغار سے بہتر طریقے سے محفوظ کرسکیں گے اور غیر ملکی پروپیگنڈے اور سازش کے بارے میں کچھ نہ کچھ آگاہی ضرور حاصل کرلیں گے۔ہر امتحان کی تیاری سے ہی کامیابی ممکن ہوتی ہے۔کسی بھی مشینری یا ٹیکنالوجی کا استعمال جانے بغیر مصرف میں لانا ہمیشہ خطرناک نتائج کا باعث بنتا ہے۔میڈیا بھی ایک ٹیکنالوجی ہے جسے استعمال کرنے سے پہلے اس کے بارے میں بنیادی باتوں کا علم ہونا ضروری ہے۔میڈیا کے ماہرین سے رائے طلب کی جائے جو عام لوگوں کو میڈیا کا بہتر استعمال سکھائیں۔مثالوں اور حقائق کے ذریعے پروپیگنڈے سے بچنے کا ہنر عام کیا جائے۔اسی طرح مدارس کے اساتذہ کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز کا اہتمام کیا جانا چاہیے، جہاں انہیں ذرائع ابلاغ کے چیلنج سے آگاہ کیا جائے......جی ہاں ہمیں اپنا معاشرہ بچانے کے لیے یہ سب کرنا پڑے گا۔

میڈیا کو برائی کی جڑ قرار دینے کی باتیں تو بہت ہوچکیں،اب ہمیں چاہیے کہ اس ٹیکنالوجی کو دعوت دین کے لیے استعمال کرنے کی تدبیر کریں۔اگر مدارس کے طلبہ اور دینی شعور رکھنے والے افراد پیشہ ورانہ طریقے سے میڈیا کو دینی تبلیغ کے لیے استعمال کرنا شروع کردیں تو یقیناً فحاشی وعریانی اور کفر والحاد کی یلغار کو کسی حد تک روکا جاسکتا ہے۔اور اگر ہماری ہمت جواب

نہ دے تو معاشرتی تباہی پھیلانے والے اسی میڈیا کو اسلامی ثقافت وروایات کا امین بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کو بتانا ہوگا کہ کیسے تفریح اور غیر جانبداری کی آڑ میں گمراہی پھیلائی جاتی ہے۔ ان کو غیر ملکی چینلز کے اصل کردار اور مقاصد سے آگاہ کرنا ہوگا کہ جو مخصوص ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں اور ہمارے معاشرے پر بری طرح اثر انداز ہو رہے ہیں۔

پوشیدہ پیغام کس کس طرح معاشروں کے بدلنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ابلاغ عامہ کے مختلف نظریات اور اس شعبے میں ہونے والی تحقیق آسان الفاظ میں سب کو بتانے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارے لوگ صرف معصوم صارف بن کر نہ رہ جائیں۔ مذموم مقاصد ومحرکات کو سمجھنے والے ہی مخالف پروپیگنڈے سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اور اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ کفار و سیکولر ذہنوں سے مقابلے کے لیے ہمارے ہراول دستے یعنی مدارسِ دینیہ کے طلبہ کو یہ ہنر سیکھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

ملکی اور غیر ملکی میڈیا سے استفادہ ہرگز بری چیز نہیں، لیکن ایسا کرتے ہوئے ہوشمندی سے کام ضرور لینا چاہیے تاکہ آپ کو دھوکہ نہ دیا جا سکے۔ ہمیں اپنے معاشرے کو اتحاد ویکجہتی کے رشتے میں پرونے اور اسلامی روایات کو فروغ دینے کے لیے میڈیا کی مدد چاہیے۔ ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں ہمیں اب کمیونٹی جرنلزم کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ چھوٹے پیمانے پر نشر ہونے والی یہ صحافت ہی وہ اصل طاقت ہے جو معاشرے میں تبدیلی لاتی ہے۔ کیبل کے پھیلاؤ کے باعث شہروں میں نئے نئے ٹی وی چینلز سامنے آ رہے ہیں۔ جبکہ ایف ایم ریڈیوز بھی کمیونٹی جرنلزم کی ہی مثال ہیں۔

اس مقصد کے لیے باشعور افراد کی ضرورت ہے جو بہتر طریقے سے اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کر سکیں۔ چھوٹے پیمانے پر نشر ہونے والی اس صحافت کا مواد بھی عام شہری ہی فراہم کرتے ہیں۔ اگر ہمارے طلبہ میڈیا کے استعمال سے آگاہ ہوں گے تو فارغ التحصیل ہونے کے بعد بلکہ دوران تعلیم ہی اس قابل ہو جائیں گے کہ میڈیا کو اسلامی نہج پر چلا سکیں۔ وہ کسی بھی عالمی یا ملکی مسئلے پر اسلامی نقطہ نظر کو واضح کر سکیں گے۔ اور پرنٹ، کمیونٹی، براڈ کاسٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اپنی رائے دینے کے قابل ہو جائیں گے۔[9]

اسی طرح جامعات میں ابلاغ عامہ کے ماہرین کو بھرتی کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ طلبہ وطالبات میں حالات حاضرہ کے بارے میں شعور بیدار ہو۔ کسی بھی اہم ملکی یا بین الاقوامی مسئلے پر طلبہ کو معلومات فراہم کریں۔ میڈیا کے مندرجات اور ان کے اثرات سے آگاہ کریں۔ طلبہ کو ملکی مسائل پر لکھنے اور رائے دینے کا ہنر سکھائیں۔ صرف اسی طرح طلبہ کو قومی وعالمی معاملات سے آگاہ رکھا جا سکتا ہے۔

میڈیا کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلبہ وطالبات سب سے زیادہ سوشل میڈیا کو استعمال کر سکتے ہیں جو کہ انتہائی سستا اور تیز ترین ذریعہ ابلاغ ہے۔سوشل میڈیا ذرائع ابلاغ کی ایک نئی قسم ہے۔موبائل اور انٹرنیٹ ٹیکنالوجی میں تیز رفتار ترقی کی بدولت پیغام رسانی انتہائی آسان ہو چکی ہے اور دینا بھر میں ہونے والے کسی بھی واقعے کی خبر سیکنڈوں کے اندر آپ تک پہنچ سکتی ہے۔ذرائع ابلاغ کی ان نئی اقسام نے معاشرے میں معلومات کی فراہمی کے حوالے سے پرنٹ،الیکٹرانک اور براڈ کاسٹ میڈیا کو کافی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔وجہ یہ ہے کہ موبائل فون اب ہر شخص کی ضرورت بنتا جارہا ہے۔یہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی لیے تیز ترین رسائی کا ذریعہ ہے۔ٹی وی یا ریڈیو تو تب ہی ابلاغ کا کام کر سکیں گے جب آپ ان کو چلائیں اسی طرح اخبار سے مستفید ہونے کے لیے بھی اس کو خریدنے اور پڑھنے کا مرحلہ آتا ہے۔

سوشل میڈیا کا دائرہ کار اس حوالے سے کافی وسیع ہے۔یہ تو ہر وقت آپ کے ہاتھ میں موجود موبائل فون کے ذریعے معلومات فراہم کرتا ہے۔جبکہ انٹرنیٹ کی سہولت بھی اب زیادہ تر موبائل فونز پر موجود ہے۔سوشل میڈیا معلومات کی فراہمی میں دیگر ذرائع ابلاغ سے سبقت رکھتا ہے۔جبکہ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسے اپنی پسند کے مطابق استعمال کیا جاسکتا ہے۔یہ ایک انتہائی طاقتور ہتھیار ہے جسے نادان ہاتھوں میں نہیں دیا جا سکتا۔مدارس کے طلبہ کو پتہ ہونا چاہیے کہ ویڈیو کلپس کی کیا اہمیت ہے اور ان سے کیا کیا تبلیغی ودینی مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔خوبصورت تلاوت،نظم،رنگ ٹونز نصیحت آموز موبائل کلپس کو عام کر کے معاشرے میں مثبت اثرات مرتب کیے جاسکتے ہیں۔اسی طرح اچھے مطالعے والے اور بولنے کی صلاحیت رکھنے والے طلبہ کو چاہیے کہ وہ الیکٹرانک میڈیا اور براڈ کاسٹ میڈیا کی طرف توجہ دیں۔آج کل تقریباً تمام شہروں میں مقامی ایف ایم ریڈیو سٹیشنز موجود ہیں۔ان کے پروگرامز مقامی طور پر ہی تیار ہوتے ہیں۔مدارس کے طلبہ ایف ایم ریڈیو کے لیے پروگرام تیار کر سکتے ہیں جسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد سنے گی۔

اسی طرح سی ڈی چینلز کو بھی دعوتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔مدارس کے اندر منعقد ہونے والے مباحثوں اور اہم مسائل پر علمائے کرام کی تقاریر کو سوشل میڈیا کے ذریعے عام کرنا چاہیے،تاکہ معاشرے کے دیگر طبقات کو علم ہو سکے کہ دینی طلبہ کے اندر کس قدر صلاحیت موجود ہے۔ویب سائٹس پر فورم،بلاگس،سوشل نیٹ ورکنگ،ویب سائٹس غرض بے شمار سہولیات موجود ہیں کہ جن کو استعمال کر کے دعوت دین کو بڑے پیمانے پر لوگوں میں پھیلایا جاسکتا ہے۔ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب طلبہ کو یہ سب سکھایا جائے۔

پرنٹ میڈیا میں تو دینی مدارس کے طلبہ کے لیے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مواد کو